

یتیموں کے لیے بہتر سے بہتر انتظام کا حکم

یتیموں کے بارے میں اللہ کی ہدایت کا احساس حد درجہ نازک رہا ہے۔ ان کی پرورش، ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے ساتھ محبت و شفقت کے برتاؤ کی ہمیشہ تاکید کی گئی ہے۔ جہاد کے حکم کے بعد یتیموں کا مسئلہ خاص طور سے سامنے آیا اور یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا انتظام کس طرح کیا جائے۔ اپنے ساتھ ان کو شامل کر لیا جائے یا علیحدہ سے ان کا انتظام ہو؟ جواب دیا گیا کہ جس میں ان کا فائدہ اور ان کی بہتری ہو پس وہی انتظام ان کا کیا جائے۔

وَيَسْأَلُونَكَ

عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبْتَكُمْ أَنْتُمْ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اصلاح و درستگی ان کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر انہیں اپنے ساتھ شامل کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ اصلاح کرنے والوں اور خرابی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ بیشک اللہ غلبہ والا، حکمت والا ہے۔

اس انتظام کی کوئی خاص صورت متعین نہیں ہے، ساری ذمہ داری انتظام کرنے والوں پر ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس انتظام میں کس کے پیش نظر اصلاح و درستگی ہے اور کس کے پیش نظر فساد و خرابی ہے!

۱۔ انتظام کی اگر کوئی خاص صورت متعین کر دی جاتی تو اس پر عمل کرنے میں دشواری ہو سکتی تھی۔ اب خود منتظم کے مناسب سمجھنے پر رہے کہ جس صورت کو وہ مناسب سمجھے اختیار کرے۔

مشرکین سے شادی بیاہ کی ممانعت

شادی بیاہ کے اثرات بہت دور تک جلتے ہیں۔ پوری نسل تباہ ہو جاتی ہے یا سنبھل جاتی ہے۔ لوگ دوسری تمام چیزوں کی بڑی تحقیق کرتے ہیں، لیکن عقیدہ و مذہب کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ آیت میں عقیدہ و مذہب کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے بلکہ اسی کو مدار اور فیصلہ کن قرار دیا گیا ہے۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَ يُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مسلمان باندی بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تمہیں زیادہ پسند ہو۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور غلام مسلمان بہتر ہے مشرک مرد سے اگرچہ وہ تمہیں زیادہ پسند ہو۔ یہ لوگ تمہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے فضل سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

۲۔ اللہ کی ہدایت نے شادی کے مسئلہ کو جتنا آسان کیا تھا بد قسمتی سے اتنا ہی زیادہ مشکل

بنادیا گیا ہے۔ جہیز اور دوسرے رسم و رواج کی جس قدر لعنتیں مشرک قوموں میں تھیں، وہ سب مسلم قوم میں آگئی ہیں۔ ذات برادری کو تو مذہبی سند ملی ہوئی ہے۔ مذہبی نمائندے خود اس کی پشت پناہی کرتے ہیں (جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلم سوسائٹی کی بے شمار لڑکیاں زندہ درگور جی ہوئی ہیں) عرب کی سوسائٹی میں باندی و غلام کی حیثیت اتنی بھی نہ تھی جتنی چھوٹی چھوٹی سے چھوٹی برادری کے ایک فرد کی ہوتی ہے۔ پھر بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ ایماندار ہیں تو اونچی سے اونچی ذات و برادری رکھنے والے شرک سے بہتر ہیں۔ اس سے ایمان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے جو آج کی مسلم سوسائٹی میں گم ہو چکی ہے۔

۱۔ یہ منافعت کی وجہ بیان کی ہے کہ مشرک تمہیں اس عقیدہ و مذہب کی طرف بلاتے ہیں، جو دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا رشتہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ان کے ساتھ رشتہ کرنے سے ان کا عقیدہ و مذہب تمہارے گھر میں داخل ہوگا، پھر پوری نسل اور پورے ماحول کو متاثر کرے گا۔

شادی بیاہ سے متعلق چند احکام

اللہ کی ہدایت میں شادی بیاہ کی حیثیت رسم کی نہیں ہے، بلکہ عبادت کی ہے۔ مجھے منظور ہے ”یا“ میں نے قبول کیا“ یہ صرف دو بول نہیں ہیں، ان کی حیثیت ایک دوسرے کی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لیے عہد و پیمان کی ہے، جس میں اللہ کو، پورے مجمع کو اور خاص طور سے دو انسانوں کو گواہ بنایا جاتا ہے۔

یہ عہد و پیمان ایک دو دن یا چند دن کے لیے نہیں ہوتا ہے بلکہ پوری زندگی کے لیے ہوتا ہے اور قدم قدم پر اس پر عمل درآمد کی تاکید ہوتی ہے۔ اور پر کی آیت میں نکاح کا ذکر تھا، اب اس کی مناسبت سے اس سے متعلق چند احکام مذکر کیے جاتے ہیں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

الْمُحْضِ قُلْ هُوَ ذِي فَاعْتَرِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحْضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ
حَتَّى يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ

يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٠٠﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأَثُوا
حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدْ مَوَّلَا أَنْفُسَكُمْ وَأَتَقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ
مُخْلَقُونَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠١﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ
أَنْ تَبْذَرُوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٢﴾
لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ بِوَأْخُذِكُمْ
بِمَا كَسَبْتُمْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٠٣﴾ لِلَّذِينَ
يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ
فَاءَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٠٤﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٥﴾

اور اگر آپ سے "ماہواری" کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے
وہ گندگی ہے، چنانچہ تم ماہواری کے دنوں میں عورتوں سے علیحدہ رہو،
اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ پھر جب وہ
پاک ہو جائیں تو جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ بیشک
اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں کو
دوست رکھتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتوں
میں جیسے چاہو آؤ اور اپنے لیے آئندہ کی بھی تیاری کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے
رہو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملو گے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری
سناد دیجئے۔ اور نیکی کرنے اور برے کمزور گاری اختیار کرنے اور لوگوں
کی اصلاح کرنے کے خلاف اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ اور اللہ
سننے والا ہے، جاننے والا ہے۔ اللہ تمہاری لغو قسموں پر کوئی پکڑ نہیں
کرتا البتہ ان قسموں پر پکڑ کرتا ہے جن کا تمہارے دلوں
نے ارادہ کیا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے جو لوگ
اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں، ان کے لیے چار مہینہ
کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے۔

اور اگر انہوں نے طلاق کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو بیشک اللہ مسنے والا جانے والا ہے۔

۱۔ شوہر و بیوی کے درمیان تعلقات کی ادائیگی صرف نفس و خواہش کی تسکین کے لیے نہ ہو، بلکہ کھیتی سے پیداوار (اطلاق) کی بھی نیت ہو نفس و خواہش کی تسکین وقتی ہوتی ہے اور اولاد میں ائمہ کی نیاری ہے۔

۲۔ گھر اور باہر انسان کو بڑی ناگواریاں پیش آتی ہیں، بڑی اذیتیں پہنچتی ہیں۔ خیر و بھلائی کا صلہ عموماً بُرائی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ انسان تنگ آ کر قسم کھا بیٹھتا ہے کہ اب خیر و بھلائی کی راہ اختیار نہ کرے گا، جیسے دنیا ولے چلتے ہیں ویسے ہی چلے گا۔ آیت میں اسی کی مافیت ہے۔ قسم کھانے کے بعد کوئی موقع آتا ہے تو بڑی آسانی سے کہہ دیتا ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ یہ اللہ کی آڑ میں اس کو نشانہ بنا کر خیر و بھلائی سے رُکنا ہوا جس نے آخر دم تک خیر و بھلائی کا حکم دیا ہے۔ اسی کو خیر و بھلائی کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔

۳۔ لغو و بیہودہ قسم یہ ہے کہ قصد و ارادہ کے بغیر قسم کے الفاظ زبان سے نکل گئے۔ اس پر کوئی پکڑ نہیں ہے۔ پکڑ اس پر ہے جو انسان قصد و ارادہ سے قسم کھائے۔

۴۔ قسم بیوی کے پاس نہ جانے کی بھی ہوتی ہے جس کو "ایلاء" کہتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسی قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی کے پاس نہ جاؤں گا تو اس کو چار مہینے کی مہلت ہے۔ اس مدت میں وہ بیوی کے پاس پہلا جائے اور قسم کا کفارہ دے دے، بات ختم ہو گئی۔ اور اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہیں گیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے طلاق کا ارادہ کر لیا ہے۔ چنانچہ چار مہینے گزرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی۔ اگر دوبارہ رکھنا چاہے تو دوسرے نکاح کی ضرورت ہوگی۔

بقیہ : حرفِ اول

چونکہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا لہذا داخلہ کے خواہشمند حضرات ۲۰ اگست تک لازماً درخواست داخلہ جمع کرا دیں!